Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

Purification of the Self (Tazkiyah Al-Nafs): Guidance from The Prophetic Biography (Seerah of The Prophet ﷺ) An Analytical Study

تزکیہ نفس: سیرت نبوی ﷺ سے رہنمائی ایک تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Nasir Nazir
MS Islamic Studies, Superior University, Lahore

Dr. Neelam Bano
Assistant Professor, Superior University, Lahore
Email: Nealam.bano@superior.edu.pk

Abstract:
Tazkiyah al-Nafs, or the purification of the soul, is a central concept in Islamic spirituality, aiming at the moral and spiritual refinement of the individual. The life of Prophet Muhammad (peace be upon him) serves as the perfect model for achieving this inner purification. His See rah (biography) provides comprehensive guidance on developing sincerity, humility, patience, self-restraint, and consciousness of Allah (taqwa). This study explores how the Prophet's actions, teachings, and character traits offer practical steps for self-purification. By examining key aspects of his life such as his worship, interpersonal conduct, and response to adversity this paper highlights how embodying the Prophetic example can lead to personal spiritual growth and a morally sound society. The See rah is not only a historical account but also a timeless guide for those seeking inner reform and nearness to Allah.
Keyword: Tazkiyah Al-Nafs, Seerah of The Prophet ﷺ, Islamic Spirituality, Moral And Spiritual Development, Taqwa, Sincerity, Patience, Humility, Self-Restraint, Prophetic Character

اپنے نفس کا پاک ہونا انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اسی لیے ہر فرد پر اس کی اصلاح فرض کی گئی ہے۔ اور اس اصلاح کا اصل منبع اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت اور مقام مزکی اور مربی کا ہے۔ آپ ﷺ کی تمام جدوجہد کی غرض و غایت اور مقصود و منتہا انسانی نفوس کا تزکیہ تھا۔ چونکہ عمل تزکیہ کے لیے رسول اکرم ﷺ کی شخصیت مرجع اور عملی نمونہ قرار دی گی ہے لہذا تزکیہ طلب ہر انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرے اور تعلیمات اسلامیہ کو مشعل راہ بنائے۔ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے متعلق آیات قرآنیہ کا مطالعہ کرنے سے اس عظیم مقصد کی وضاحت ہوتی ہے جس کی خاطر آپ ﷺ پوری زندگی کے شب و روز اور مہ و سال سرگرم اور مصروف عمل رہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

ارشاد الٰہی ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ" [1]

"وہی ہے جس نے اُمّیوں (اَن پڑھ لوگوں) میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جوان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے، ان کے نفوس کو پاکیزہ بناتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا حقیقی مقصود نفوس انسانیہ کا تزکیہ ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے رسول کی بعثت کی جو دعا فرمائی، قرآن کریم اس کا مقصد انسانی نفوس کا تزکیہ بیان کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کا ذکر یوں کیا ہے:

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ" [2]

"اے ہمارے پروردگار! ان ہی لوگوں میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو انہیں تیری آیات سنائے، کتاب و حکمت کی تعلیم دے، اور ان کے نفس کو پاکیزہ بنائے۔ یقیناً تو ہی سب پر غالب، اور بڑی حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی چنانچہ آپ ﷺ کی بعثت اور اس کے مقاصد کو یوں بیان فرمایا:

كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَ یُزَكِّیْكُمْ وَ یُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ " [3]

چنانچہ ہم نے تم میں سے ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ کی بعثت کی اصل غرض و غایت تزکیہ ہے۔ کتاب و حکمت کی تعلیم وہ ذریعہ اور وسیلہ ہے جس سے تزکیہ کا عمل ہوتا ہے۔

تزکیہ کا مفہوم:

ابن منظور کے نزدیک زکا، یزکو، زکاء سے مراد "النماء الریع "صفوۃ الشیء (صاف ستھرا بنانا اور نشو و نما دینا) ہے۔

تزکیہ سے مراد تطہیر نفس ہے۔ تزکیھم سے مراد تطہیر ھم "زکوۃ" کا مطلب طھرۃ للاموال ہے الزکوۃ ما اخرجتہ من مالک لتطھرۃ بہ [4]

[1] سورۃ الجمعہ 2:62

[2] سورۃ البقرہ 129:2

[3] سورۃ البقرہ 2:151

[4] ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، 357/14، نشر ادب الحوزہ قم ایران 1405ھ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

مفسر قرآن امام فخر الدین رازی نے تزکیہ سے مراد تطہیر کے لئے آتا ہے۔قد افلح من تزکٰی کی تفسیر فرماتے ہوئے ہیں "تطہیر من دنس الشرک"[5]

احمد مصطفی المراغی "ویزکیھم" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ای ویطھر نفوسھم من الشرک وضرب المعاصی التی تدسیھا وتفسد الاخلاق وتقوض نظم المجتمع ویعودھا الاعمال الحسنۃ التی تطبع فیھا ملکات الخیر التی ترضیٰ المولی جل وعلا[6]

یعنی وہ ان کے نفوس کو شرک اور اخلاق کو بگاڑنے والے اور منظم معاشرے کو منہدم کر دینے والے گناہوں سے پاک کرتا ہے ان کو ایسے اعمال حسنہ کا خوگر بناتا ہے جن سے اللہ کو راضی کرنے والی خیر کی صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں۔

سورۃ البقرہ کی ایک آیت کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا "یزکیھم" سے مراد ای یطھر نفوسکم من ادران الرذائل التی کانت فاشیۃ فی العرب من وادالبنات وقتل الاولادو تخلصا من النفقۃ وسفک الدماء لاوھن الاسباب ویغرس فیھا الاخلاق وحمید الاداب[7]

یعنی وہ تمہارے نفوس کو ان عربوں میں رائج گناہوں، مثلاً بچیوں کو زندہ درگور کرنا، نان و نفقہ کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا اور گھٹیا مقاصد کیلئے یہ انسان کو تشدد، نفرت اور سفاکی جیسی آلائشوں سے نکال کر اسے حسنِ اخلاق اور تہذیب و شائستگی کی طرف راغب کرتا ہے۔"سید مودودی نے تزکیہ کے جامع معنی مراد لیے ہیں ۔ان کے نزدیک تمام افکار و اعمال کی درستگی اور اصلاح کا نام تزکیہ ہے "تزکیہ اور سنوارنے کا عمل انسانی خیالات، عادات، معاشرت، تمدن، سیاست غرض ہر چیز پر محیط ہے۔[8]

امین احسن اصلاحی تزکیہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: تزکیہ کے لغوی معنی کسی چیز کو صاف ستھرا بنانا اور پروان چڑھانا ہے۔"اصطلاحی طور پر نفس کی اصلاح سے مراد یہ ہے کہ اسے بُری خواہشات اور غلط میلانات سے ہٹا کر نیکی، تقویٰ اور خدا ترسی کی راہ پر گامزن کیا جائے، تاکہ وہ اعلیٰ درجۂ کمال تک پہنچ سکے۔[9]

تزکیہ نفس کی ضرورت و اہمیت:

[5] فخر الدین، محمد بن عمر، الرزای، التفسیر الکبیر، 147/32، مکتبۃ الاعلام الاسلامیہ، ایران
[6] احمد مصطفی المراغی، تفسیر المراغی، 217/1، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1985ء
[7] ایضاص 18
[8] مودودی، ابوالاعلی سید، تفہیم القرآن، 112/1 ادارہ ترجمان القران، لاہور، 1994ء
[9] امین احسن اصلاحی، تزکیہ نفس، ص: 34، ملک سنٹر تاجران فیصل آباد

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

جو شخص دنیا و آخرت میں حقیقی فلاح کا خواہاں ہو، اس کے لیے تزکیۂ نفس ناگزیر ہے۔ تزکیۂ نفس کے بغیر نہ دنیا کی زندگی سنور سکتی ہے اور نہ آخرت کی کامرانی حاصل ہو سکتی ہے۔ انسانی کردار، اعمال اور نیتوں کی اصلاح اسی تزکیہ کے ذریعے ممکن ہے۔

اسی حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحیؒ فرماتے ہیں

"پھر یہ حقیقیت بھی قرآن مجید سے ثابت ہے کہ تزکیہ ہر شخص کا فلاح اور نجات آخرت کے لئے ایک ضروری شرط ہے۔ تزکیہ تمام دین و شریعت کی غایت اور تمام انبیاء کی بعثت کا اصلی مقصود ہے۔ انبیاء کرام کی سرگرمیاں ظاہر میں خواہ کتنے ہی مختلف پہلو رکھتی ہوں لیکن باطن میں ان کا ہدف انسان اور انسانی معاشرے کے تزکیہ کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا"[10]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا گیا تاکہ وہ تزکیہ اختیار کرے اور تباہی سے بچ جائے قرآن مجید نے اس کا تذکرہ یوں بیان فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰىفَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى [11]

"فرعون کے پاس جا، وہ حد سے تجاوز کر چکا ہے، اور اس سے نرمی سے کہہ: کیا تُو چاہتا ہے کہ اپنے نفس کو پاک کر لے

نفس کی پاکیزگی کے لیے انسان کو اللہ کے نبی کی طرف رجوع کرنا لازم ہے، اور نبی کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ تزکیہ کے خواہش مند کو کبھی مایوس نہ کرے ایک تزکیہ طلب نابینا کی طرف رسول اکرم ﷺ کی عدم توجہ دیکھ کر اللہ تعالی کی طرف سے وحی اتری۔ فرمایا

عَبَسَ وَ تَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰىؕ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى [12]

"تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہونے آیا ہو۔"

اخروی زندگی میں انسان کی فلاح اور نجات کا انحصار سراسر اس بات پر ہے کہ اس نے تزکیہ نفس کیا کہ نہیں دراصل وہاں کامیاب وہی قرار پائے گا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ ارشاد باری تعالی:

قد افلح من تزکیٰ [13]

"اس نے فلاح پائی جس نے تزکیہ کیا"

[10] امین احسن اصلاحی، تزکیہ نفس، ص: 19-20، ملک سنز تاجران فیصل آباد
[11] سورۃ النازعات 79:17، 18
[12] سورۃ عبس 80:1-3
[13] سورۃ الاعلیٰ 87:14

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

نفس لوامہ: ایک داخلی محتسب:

نفس امارہ کے مد مقابل انسان کے پاس ایک مثبت قوت اور صلاحیت بھی موجود ہے جس کو وہ اپنے دفاع کیلئے استعمال کر سکتا ہے وہ ہے نفس لوامہ جس کی خبر قرآن نے دی ہے: ولا اقسم بالنفس اللوامۃ[14] اور نہیں میں قسم کھاتاہوں ملامت کرنے والے نفس کی، یعنی ضمیر کی جوانسان کی برائی پر ملامت کرتاہو۔ایک انسان میں متضاد صفات پائی جاتی ہیں۔وہ فرشتوں جیسا نہیں ہے۔فرشتے نور سے تخلیق کئے گئے ہیں۔ان میں عصیان اور شر کا مادہ ہی موجود نہیں ہے۔الٰہی احکامات سے وہ نہ انحراف کرتے ہیں نہ اس کی صلاحیت رکھتے ہیں "اگر انسان اپنی اصل فطرت اور اعلیٰ مقام کو پہچان لے، تو وہ روحانیت میں فرشتوں سے بھی برتر ہو سکتا ہے۔۔اگرچہ انسان بعض حیوانی صفات میں دیگر جانوروں کے ساتھ اشتراک رکھتا ہے، تاہم وہ محض جانور نہیں ہے، بلکہ عقل و شعور اور اخلاقی ذمہ داری کے باعث ایک اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔لیکن جب وہ اس مقام سے تنزل اختیار کرتا ہے تو جانوروں سے بھی زیادہ پست ہو جاتا ہے۔قرآنِ مجید اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے کہ ایسے لوگ جانوروں کی مانند ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے۔

: یاکلون کما تاکل الانعام [15]

"وہ ایسے کھاتے ہیں جیسے جانور"

حضرت شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغہ میں انسانی فطرت اور اس کے اخلاق و اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یادرکھو نفس انسانی کی جبلت یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا رہے۔اس کی یہ عادت اس وقت تک نہیں چھوٹتی جب تک نور ایمان اس پر اس طرح مسلط نہ ہو کہ اس کو مقہور و مغلوب کر دے۔[16]

تزکیہ نفس: اللہ کا فضل و کرم:

نیکی اور بدی کی اس داخلی کشمکش اور خیر باشر کی اس خارجی معرکہ آرائی میں "نفس لوامہ "نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔لیکن "نفس مطمئنہ کی حالت حاصل کرنے کے لیے انسان کو ہمیشہ ایک مضبوط سہارا اور رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ سہارا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُه مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ [17]

"اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم تم پر نہ ہوتا تو کوئی بھی شخص تم میں سے پاکیزہ نہ رہ پاتا، لیکن اللہ ہی ہے جو جسے چاہے پاکیزگی عطا فرماتا ہے۔

تزکیہ نفس: رسول اللہ ﷺ کی زندگی ایک مثالی نمونہ:

[14] سورۃ القیامت 2:75
[15] سورۃ محمد 12:47
[16] شاہ ولی اللہ، قطب الدین احمد، حجۃ اللہ البالغہ، 458/2 قومی کتب خانہ لاہور، 1983ء
[17] سورۃ نور 21:24

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

اللہ کا من و کرم ہے کہ اس نے انسان میں برائی اور شر کے مقابلے اور سد باب کے لیے صلاحیت اور استعداد پیدا فرمائی۔ مزید کرم یہ فرمایا کہ اس کی رہنمائی کے لیے انسانی برادری ہی میں سے ایک مثالی نمونہ بھیج دیا انسانی کردار کو جلا بخشنے اور تزکیہ نفس کے لیے یہی موزوں اور مناسب بات تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں "حقیقت یہ ہے کہ حکمت بالغہ کا تقاضا یہ تھا کہ آپ ﷺ عام مومنوں کے ساتھ ایسی زندگی بسر کرے جس کو ملکیت اور بہیمیت کا امتزاج کہنا چاہیے کیونکہ آپ دوسرے لوگوں کے لیے نمونہ عمل ہے۔ اس لیے جو کچھ بھی آپ ﷺ سے صادر ہو وہ ذوق اور وجدان کی بنا پر ہو صرف قیاس اور تخمین پر مبنی نہ ہو"۔[18]

حفظ الرحمٰن سیوہاروی تزکیہ نفس کے باب میں فرماتے ہیں "اللہ تعالی نے تزکیہ نفس کی خدمت انبیاء علیھم السلام کے سپرد فرمائی ہے اور ان کی بعثت کا مقصد یہی تزکیہ نفوس ہے اور وہی اس کے مالک اور والی ہیں اور انہیں کے ہاتھ میں دعوت و تعلیم اور بیان و ارشاد کا معاملہ براہ راست سپرد فرمایا ہے اور ان کی یہ تعلیم صرف ذاتی خلق اور الہام پر مبنی نہیں ہے بلکہ وحی الہی کے ذریعے اس کی خدمت پر مامور ہیں اس لیے وہی امتوں کے نفوس کے حقیقی معالج ہیں"[19]

رسول اکرم ﷺ کا ہی یہ مقام و مرتبہ ہے کہ تزکیہ نفس کے لیے ان کے پاکیزہ سیرت و کردار کو رہنما بنایا جائے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں "انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق "[20] میں تو اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں۔ بہترین نمونہ عمل کے طور پر آپ ﷺ کے مقام کی گواہی قرآن خود دیتا ہے ارشاد الہی ہے:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ[21]

"یہ بات واضح ہے کہ آپ اخلاق کے بلند ترین درجے کے حامل ہیں

یہ وجہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی خوئے شفقت و رحمت کی بنا پر سارے انسانوں کا محور و مرکز بن گے۔ قرآن مجید اس کی گواہی یوں ملتی ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ[22]

"تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ"

آپ ﷺ کا اخلاق قرآن کریم کا عملی نمونہ تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

[18] شاہ ولی اللہ، قطب الدین احمد، حجۃ اللہ البالغہ، 381/2 قومی کتب خانہ لاہور، 1983ء

[19] مولانا، حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اخلاق و فلسفہ اخلاق، ص: 470، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور، 1976ء

[20] الامام، مالک بن انس، موطا، باب حسن الخلق، ص: 904، دار احیاء کتب العربیہ، 1951ء

[21] سورۃ القلم 4:68

[22] سورۃ آل عمران 159:3

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
February 02, 2026

"ان خلق رسول اللہ کان القران "[23]

رسول اکرم ﷺ کا اخلاق قرآن تھا

مولانا حفظ الرحمٰن سیوھاروی فرماتے ہیں:

"امراض انسانی کے علاجوں میں تزکیہ نفس سے زیادہ سخت اور مشکل کوئی علاج نہیں ہے۔ پس جس شخص نے اس علاج کو ریاضت مجاہدہ اور گوشہ نشینی کے ان طریقوں سے کرنا شروع کیا جس کا انبیاء کرام علیھم السلام کی تعلیمات سے کوئی سروکار نہیں ہے وہ اس مریض کی طرح ہے جو اپنا علاج طبیب کی رائے کے بغیر اپنی محض رائے سے کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس نادان کی رائے طبیب کی رائے تک کیسے کھینچ سکتی ہے "[24]

"اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ نفس کی مختلف حالتوں کا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا وَ الَّیْلِ اِذَا یَغْشٰىهَا وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَاوَ الْاَرْضِ وَ مَا طَحٰىهَاوَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَافَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا [25]

"سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی قسم جب وہ سورج کی پیروی کرے (یعنی اس کی روشنی سے چمکے) اور دن کی قسم جب وہ سورج کو ظاہر کرے (یعنی اسے روشن دکھائے) اور رات کی قسم جب وہ سورج کو (زمین کی ایک سمت سے) ڈھانپ لے میں قسم کھاتا ہوں آسمان کی، اور اس قوت کی جس نے اسے ایک وسیع کائنات کی صورت میں بنایا، زمین کی قسم، اور اس قوت کی جو اسے سورج سے اپنی مقررہ حد تک کھینچ لے گئی، اور انسان کی جان کی قسم، اور اس جان کو مکمل توازن اور نفسیاتی درستگی عطا کرنے والے کی قسم، پھر اسی نے اسے اس کی برائی اور نیکی کی پہچان دے دی۔ بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشوونما کی یقیناً خسارے میں وہی ہے جس نے اپنے نفس کو گناہوں میں مبتلا کیا اور نیکیوں کو چھپا دیا"

یہاں اگر مذکورہ آیات مبارکہ میں غور کریں نفس کی پاکیزگی کی اہمیت پر زور دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نفس کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا:

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا

"قسم ہے انسان کے نفس کی اور اس ذات کی جس نے اسے درست توازن کے ساتھ پیدا کیا۔"

بلکہ آٹھ قسمیں کھانے کے بعد ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَاوَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا

ان مذکورہ آیات مبارکہ کے علاوہ کئی مقامات پہ اللہ عزوجل نے تزکیہ کی اہمیت وفضیلت کو بیان فرمایا ہے

[23] القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح مسلم، 169/2، دار الفکر بیروت 1985ء
[24] اخلاق و فلسفہ اخلاق، 271
[25] سورہ الشمس: 1-10

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
February 02, 2026

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مال و دولت سے بے نیازی، گھر اور اولاد کی پرواہ کے بغیر اللہ تعالیٰ اور محبوب رسول ﷺ سے دل سے محبت کو دیکھ کر، جاہل اور نادان کافروں نے انہیں ناسمجھی کا الزام لگایا، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا:

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ[26]

"اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں"

تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی غیر معمولی اہمیت کے پیشِ نظر سیدی رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری حیاتِ مبارکہ میں ہر لمحہ تزکیۂ نفس کو پیشِ نظر رکھا، بلکہ اس کی روح کو دیگر عملی احکامِ شریعت پر غالب حیثیت دی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے باطنی اصلاح کو ظاہری اعمال کی اساس قرار دیا۔

چنانچہ منقول ہے کہ ایک موقع پر جب حضور نبی کریم ﷺ جہاد سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

أَتَيْتُم مِّنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ

"تم نے چھوٹے میدان سے بڑے میدانِ جہاد کی جانب رخ کیا ہے"

صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ)! جہادِ اکبر کیا چیز ہے؟ تو رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

مُجَاهِدَةُ النَّفْسِ[27]

وہ نفس کا مجاہدہ کرنا ہے

چونکہ رسولِ اکرم ﷺ کی توجہ کا حقیقی اور مرکزی محور تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب تھا، اس لیے آپ ﷺ نہ صرف اپنے صحابہؓ کی ظاہری حالت کا مشاہدہ فرماتے، بلکہ ان کی باطنی کیفیت اور قلبی احوال کے بارے میں بھی وقتاً فوقتاً دریافت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی نظر میں ایمان محض ظاہری اعمال کا نام نہیں تھا، بلکہ اس کی اصل روح دل کی کیفیت اور باطن کی صداقت تھی۔

چنانچہ حضرت حارث بن مالک انصاریؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا

"اے حارث! تو نے کیسے صبح کی؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے سچے مومن کی طرح یعنی (حقیقت ایمان کے ساتھ) صبح کی آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اے حارث! غور کرو، دیکھو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "یقیناً ہر چیز کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے، تو پھر تمہارے ایمان کی کیا حقیقت

[26] سورہ البقرۃ:2:13

[27] ابن بطال، علي بن خلف بن عبد الملکؒ شرح صحیح البخاری لابن بطال، ، باب مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ، 10/210 السعودیۃ، الریاض، مکتبۃ الرشید، الطبعۃ: الثانیۃ، 1423ھ

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
February 02, 2026

ہے؟ عرض کیا گیا: "یارسول اللہ ﷺ، میرا نفس دنیا سے بے رغبت ہو چکا ہے۔" اور اسی وجہ سے اپنی راتوں میں بیدار اور دن میں (دیدارِ الٰہی کی طلب میں) پیاسا رہتا ہوں اور حالت یہ ہے گویا میں اپنے رب کے عرش کو سامنے دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ میں، جنت میں اہل جنت کو ایک دوسرے سے ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور گویا کہ میں، دوزخ میں دوزخیوں کو تکلیف سے چلاتے دیکھ رہا ہوں"۔ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

يَا حَارِثُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ، ثَلاثًا[28]

"اے حارث! تو نے (حقیقت ایمان کو) پہچان لیا، اب (اس سے) چمٹ جا۔ یہ کلمہ آپ (ﷺ) نے تین مرتبہ فرمایا"

یہ رسول اللہ (ﷺ) کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم) کو سیدی رسول اللہ (ﷺ) کی نگاہِ ناز و رفاقت مبارک سے جو تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب نصیب ہوا وہ اس کو متاعِ بے بہا سمجھ کر دنیا کی ہر چیز پہ اس کو فوقیت دیتے اور نہ صرف اس کی حفاظت کرتے اس کے اندر ہر لمحہ اضافہ کی طلب موجزن رہتی ہے، جس کا ذکر روایتِ نبوی میں موجود ہے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک دن ایک خاص احتسابی کیفیت میں سوچتے سوچتے رونے لگے اور اسی حالت میں سیدنا حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرے تو رو رہے تھے تو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنھم) نے فرمایا: اے حنظلہ تمہیں کیا ہوا؟ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے ابو بکر! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس مبارک میں ہوتے تھے، اور آپ ﷺ ہم سے دوزخ و جنت کے بارے میں گفتگو فرماتے تھے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں پھر جب ہم اپنی حرم اور مال واسباب کی طرف لوٹتے ہیں تو اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر فرمایا: "اللہ کی قسم! میری حالت بھی ایسی ہی ہے۔ (آؤ) میرے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس چلیں۔ حضرت حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم دونوں حضور رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ مبارک میں حاضر ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام کو دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے میرے حنظلہ تجھے کیا ہوا؟ حضرت حنظلہ عرض کی "یارسول اللہ (ﷺ)! حنظلہ منافق ہو گیا" اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ (ﷺ)! جب ہم آپ (ﷺ) کے پاس ہوتے ہیں اور آپ (ﷺ) ہمیں وعظ و نصیحت میں جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ ان دونوں کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور جب ہم واپس لوٹتے ہیں اور بیویوں اور مال واسباب کی مشغولیات کی وجہ سے بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں، تو وہ کیفیت باقی نہیں رہتی۔" حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آقا کریم ﷺ نے میری پوری بات غور سے سنی اور پھر ارشاد فرمایا:

[28] الطبرانی، سلیمان بن أحمدؒ، المعجم الکبیر، باب: الحارث بن مالک الأنصاري رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم الحدیث: 3367، 266/03، مکتبۃ ابن تیمیۃ—القاہرۃ الطبعۃ: الثانیۃ

OPEN ACCESS

لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلَى الْحَالِ الَّذِىْ تَقُوْمُوْنَ بِهَا مِنْ عِنْدِىْ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِىْ مَجَالِسِكُمْ وَفِىْ طُرُقِكُمْ وَعَلَى فُرُشِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً[29]

"اگر تم اسی کیفیت پر قائم رہو، جس کیفیت میں میرے پاس ہوتے ہو، تو فرشتے تمہاری مجلسوں میں، تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کریں، لیکن اے حنظلہ! یہ کیفیت ہر وقت قائم نہیں رہتی، بلکہ وقت وقت کی بات ہے۔"

ان روایاتِ مبارکہ سے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کی غیر معمولی اہمیت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ مزید برآں، تزکیۂ نفس اور تطہیرِ قلب کی عظمت و ضرورت سیدی رسولِ اکرم ﷺ کے دیگر ارشاداتِ مبارکہ سے بھی بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ[30]

حقیقی مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر آمادہ کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرتا ہے۔

حضرت محمد بن کعب (رضی اللہ عنہ) روایت بیان فرماتے ہیں:

إِذَا أَرَادَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَقَّهَهُ فِي الدِّينِ، وَزَهَّدَهُ فِي الدُّنْيَا، وَبَصَّرَهُ عَيْبَهُ فَمَنْ أُوتِيَ هَذَا فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ[31]

"جب اللہ پاک کسی بندے کے بارے میں بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی فہم عطا فرماتا ہے- دنیا میں زہد عطا فرماتا ہے اور اسے اپنے عیوب پہ مطلع فرماتا ہے- پس جس (خوش قسمت) کو یہ چیزیں عطا کی گئی اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا کی گئی۔"

انسانی بدن میں دل کو مرکزی اور نہایت اہم مقام حاصل ہے، کیونکہ اس کی تصفیہ واصلاح پر پورے جسم کی صلاح وفساد کا دارومدار ہوتا ہے۔ اگر دل درست ہو جائے تو اعمال بھی درست ہو جاتے ہیں، اور اگر دل بگڑ جائے تو پورا وجود بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی بنیادی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا وَ إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلَحَتْ، صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَ إِذَافَسَدَتْ، فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَ هِيَ الْقَلْبُ[32]

"سن لو! بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے، اور اگر وہ خراب ہو جائے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ ٹکڑا دل ہے۔"

29 الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ایڈیشن دوم، ، أ، ابواب صفۃ القیامۃ، 666/04، رقم الحدیث: 2514 الناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابي الحلبي مصر 1395ھ

30 احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام أحمد بن حنبل، ، باب: مُسْنَدُ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم الحدیث: 23958، 381/39، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ

31 ابن أبي شيبة، أبو بكر بن أبي شيبة، عبد اللہ بن محمد بن إبراهيم بن عثمان، الکتاب المصنف في الأحاديث والآثار، كِتَابُ الْفَرَائِضِ، 240/6. رقم الحدیث: 31049، الناشر: مكتبۃ الرشد، الرياض

32 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، کتاب الایمان، 20/01، رقم الحدیث: 52، دار: طوق النجاۃ۔ 1422ھ

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March) 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

ایک مقام پہ رسول اللہ (ﷺ) نے دل کے تصفیہ کی طرف رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عبداللہ بن عمر حضور نبی کریم (ﷺ) سے بیان کرتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللهِ

"ہر چیز کی صفائی کے لیے ایک آلہ ہوتا ہے، اور دلوں کو جلا بخشنے والا آلہ ذکرِ الٰہی ہے۔"

اس حدیث مبارک کی تشریح میں ملا علی قاری رقم طراز ہیں کہ:

ہر چیز جب زنگ آلود ہو جائے، تو اسے حقیقی یا مجازی طور پر صیقل (چمکانے) کے لیے کسی نہ کسی آلے کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ اس پر چڑھی گرد و غبار اور میل کچیل کو دور کیا جا سکے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے مطابق، دل بھی ایسی ہی ایک لطیف حقیقت ہے، جو جب غفلت، خواہشات اور گناہوں کی وجہ سے زنگ آلود ہو جائے، تو اس کی صفائی اور تزکیہ کے لیے ایک مخصوص صیقل درکار ہوتا ہے —— اور وہ صیقل ہے **ذکرِ الٰہی**۔

بے شک، دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے جِلا ملتی ہے، کیونکہ یہی ذکر دل پر چڑھے ہوئے اغیار اور دنیا کی آلائشوں کے غبار کو دھو دیتا ہے۔

جب دل اس ذکر سے روشن ہو جاتا ہے تو وہ **انوارِ الٰہیہ** کے مظاہر کو قبول کرنے کے قابل بن جاتا ہے اور **حق کے مشاہدے کا آئینہ** بن جاتا ہے۔

خلاصہ کلام:

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس وقت اسکے دل پر ایک سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے گویا گناہ کے اثرات سے دل میلے ہوتے ہیں اور گناہوں سے پاک ہونے کا مطلب ہے دل کا پاک ہونا، اسی کو توصوفیاء طہارتِ باطنی کہتے ہیں اور قرآن اس کو تزکیہ کا نام دیتا ہے۔یہ عملِ تصوف (طہارت باطنی) یعنی تزکیۂ نفس اللہ تعالی کے ہاں اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اسے انبیاء کرام (علیہم السلام) کے فرائضِ منصبی میں شامل فرمایا ہے اور بعثت محمدی (ﷺ) سے قبل انبیاء کرام (علیہم السلام) کے نزدیک تزکیہ نفس کی قدر ومنزلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) جب بارگاہ صمدیت میں بعثتِ محمدی (ﷺ) کے لئے دعامانگتے ہیں تو کس انداز سے دعامانگتے ہیں اور جس علم کے ضمن میں اس کو موضوعِ بحث بنایا جاتا ہے اس کو علمِ تصوف کہتے ہیں اور اسی تصوف کے بارے میں عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی (رضی اللہ عنہ) ارشاد فرماتے ہیں:

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: February 02, 2026

وَ لَمْ يُسَمَّ اَهْلُ التَّصَوُّفِ اِلَّا لِتَصْفِيَّةِ بَاطِنِهِمْ[33]

"صوفیا کوان کے باطن کی صفائی کی وجہ سے اہل تصوف کہا جاتا ہے".

حضرت سخی سلطان باھو صاحب (قدس اللہ سرّہٗ) ارشاد فرماتے ہیں:

تصوف دل سے ماسویٰ اللہ کا زنگ اُتارنے کی راہ ہے[34]

" لیکن یاد رہے کہ یہ علمِ تصوف توحید کا علم ہے جو صرف دوستانِ الٰہی کو نصیب ہوتا ہے وہ شخص احمق ہے جو اہل اللہ فقیروں کو مجنون و دیوانہ سمجھتا ہے اور اُن کے مراتب سے محروم رہتا ہے۔ دنیا داری میں عقلمند اہلِ ہوا اِن اہل اللہ کو نہیں پہچانتے۔"[35]

مزید ارشاد فرمایا: ''علمِ تصوف سے عارف رحمتِ الٰہی کی پناہ میں رہتا ہے جو کوئی علمِ تصوف پڑھنے سے منع کرتا ہے وہ زندیق ہے۔

33 شیخ، عبد القادر جیلانی، سر الاسرار، فی مایحتاج الیہ الا برار، اردو بازار، لاہور

34 سلطان العارفین، باھوؒ، عقلِ بیدار، ایڈیشن ششم، ص: 23 لاہور، العارفین پبلیکیشنز 2015ء

35 سلطان العارفین، باھوؒ، نور الھدیٰ، ایڈیشن ہفتم، ص: 215 لاہور، العارفین پبلیکیشنز 2014ء

CC BY